OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

آبی ذرائع کا عسکری استعمال: تجزیاتی مطالعہ

Military Use of Water Resources: Analytical Study

Dr. Allah Ditta

AP/HOD Islamic Studies Department Federal Govt. Degree College (W), Multan

Dr. Saleem Awan

Chairman, Department of Islamic Studies, Emerson University, Multan

Syed Muhammad Najam-ul-Qosain

M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies, BZU Multan

Abstract

This article intends to describe the military usage of water resources in historical perspective. In this regard, the evidence, and instances of military usage of water resources have been described from the Quran, Hadith, and Islamic history. Moreover, some examples from the world history also testify that military use of water was also common in almost all the regions and nations of the world. These sources candidly reflect that the history of military usage of water is almost as old as man himself. Today, the scarcity of water has become a bone of contention among nations, and this is considered the major cause of modern wars too. Furthermore, it will devise the different tactics of the usage of water resources. On the one hand it can be defensive to protect the army or castles, on the other hand it can be aggressive to attack on rival troops. This article will describe the rulings of Islamic law or sharia, containing specific guidelines regarding the use of water in military contexts. It will also tell the permissibility or unacceptability of these acts as well.

Keywords: Water sources, Military usage, Quran, Hadith, Islamic History

تمہید

عصر حاضر میں آبی وسائل کی ضرورت واہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ آبی وسائل کے حصول کے لیے مختلف ریاستیں سر توڑ کوششیں کر رہی ہیں تاکہ ان کی آبی ضروریات بآسانی پوری ہو سکیں۔ آبی مسائل کی وجہ سے مختلف ممالک کے درمیان تنازعات چل رہے ہیں حتی کہ ماہرین آبی مسائل کی وجہ سے مختلف ممالک کے درمیان جنگوں کے امکانات کو بھی ظاہر کر رہے ہیں بلکہ یہ کہا جارہا ہے کہ آنے والے وقتوں میں جنگوں کا ایک بنیادی سبب آبی وسائل کا حصول اور قبضہ ہو گا۔ زمانہ قدیم سے ہی آبی وسائل کے حصول پر جنگوں کا رواج چلا آرہا ہے۔ اسی طرح آبی وسائل و ذرائع کے عسکری بنیادوں پر استعمال کا رواج بھی پرانے وقتوں میں عام پایا جاتا تھا۔ ان مختلف صورتوں میں آبی وسائل و ذرائع کو فریق مخالف کو نیست و نابود کرنے کے لئے یا سزا دینے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا اور بعض اوقات انہیں دفاع کے لئے بھی استعمال کیا جاتا تھا۔ اس آرٹیکل میں انہیں مظاہر و نظائر کو پیش کیا جائے گا جن میں آبی وسائل و ذرائع کو عسکری بنیادوں پر استعمال کیا جاتا تھا اور اس کی مدد سے عسکری فوائد حاصل کیے جاتے تھے اس آرٹیکل میں انہی مظاہر کا جائزہ شرعی حوالے سے لیا جائے گا اور شرعی دلائل و آثار کی مدد سے ان کے احکام بیان کئے جائیں گے۔

آبی مصادر کے عسکری استعمالات کے شرعی احکامات

اسلامی تعلیمات کے مطابق پانی خدا کی عطا کردہ ایک عظیم نعمت ہے۔ اس لیے اسے مقدس و مطہر سمجھا جاتا ہے اور اس کے استعمالات پر مختلف اعتبارات سے قدغن موجود ہیں جو شرعی حدود و قیود کو بیان کرتی ہیں۔ اسی طرح شریعت اسلامیہ میں پانی کے عسکری استعمال کے بارے میں بھی خاص ہدایات بیان کی گئی ہیں اور پانی کو جنگی ہتھیار کے طور پر استعمال کرنا، جیسے آبی ذرائع کو جان بوجھ کر تباہ کرنا یا پانی تک رسائی سے انکار، اسلام میں عام طور پر ممنوع ہے۔ مزید بر آں، زہریلے مادوں سے پانی کے ذرائع کو جان بوجھ کر آلودہ کرنا بھی ناجائز و حرام ہے۔ یونہی آبی ذرائع جیسا کہ ڈیم، تالاب، جھیل یا دریا وغیرہ جیسے بنیادی ڈھانچے کی تباہی بھی جائز نہیں ہے۔[1] اس لئے کہ اس کے ساتھ کثیر لوگوں کا مفاد وابستہ ہوتا ہے اور ایسا کرنا ان کو ہلاک کرنا ہے اور اسلام میں غیر محارب لوگوں کی ہلاکت جائز نہیں ہے تاہم بعض اوقات حکمت عملی کے تحت آبی ذرائع کے عسکری استعمال کی محدود اجازت ہے، جیسے کہ دشمن کی فوجوں کی پیش قدمی و جارحیت کو روکنے کے لیے یا دفاعی مقاصد کے لیے، خاص حالات میں اجازت ہے۔ یہ اجازت "الضرورات تبیح المحظورات[2]" کے اصول سے ماخوذ ہے کہ اگر کسی شدید حرج یا ضرورت کی وجہ سے ایسا کرنا پڑ جائے تو ایسے عمل کی اجازت ضرورت کی حد تک ہی ہو گی اور وہ بھی محدود اور بالشرائط۔ تاہم ایسا عمل عمومی قاعدے میں شمار نہیں کیا جائے گا بلکہ استثنائی صورت پر محمول کیا جائے گا۔ اس لیے کہ پانی جوہر حیات ہے اور انسانی زندگی کے لیے ایک قیمتی وسیلہ کی حیثیت رکھتا ہے اور جنگ کے وقت بھی اس کا احترام اور حفاظت کرنے کی ضرورت ہے۔

آبی مصادر کے استعمال کی مختلف صورتیں

آبی وسائل و مصادر کو عسکری طور سے استعمال کرنے کا معمول زمانہ قدیم سے ہی قائم ہے۔ اسی وجہ سے آبی وسائل و ذرائع کے

ذریعے دشمن پر حملہ کرنے کے لئے یا دفاع کرنے کے لئے بحری فوج کا قیام عمل میں لایا گیا۔ آج بھی ہر جدید ملک کی اپنی علیحدہ بحری فوج ہے۔ جو ان وسائل و ذرائع کا متنوع عسکری استعمال کرتی ہے۔ جن میں سے چند اہم درج ذیل ہیں: 1۔ ایمفیبیئس آپریشن:(Amphibious Operation) یہ وہ فوجی کارروائیاں ہیں جہاں سپاہیوں اور فوجی سامان کو بحری جہاز کے ذریعے ساحل سمندر پر اتارا جاتا ہے۔ زمانہ قدیم سے ایسے جنگی اہتمام و انصرام کا انعقاد کیا جاتا رہا ہے، اگرچہ یہ ایک جدید ترقی یافتہ اصطلاح ہے۔ 2۔ بندرگاہوں کی حفاظت:(Port Security) بندرگاہیں اکثر فوجی کارروائیوں کے لیے تزویراتی طور پر اہم ہوتی ہیں، اور فوجی دستے اکثر ان بندرگاہوں کو محفوظ بناتے ہیں تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ رسد اور کمک آسانی سے لائی جاسکے۔ 3۔ دریا عبور کرنا:(River Crossing) پوری تاریخ میں، فوجی دستوں کو اکثر ایک طرف سے دوسری طرف جانے کے لیے دریاؤں کو عبور کرنا پڑا ہے۔ یہ پل، کشتیوں، تختوں یا سیمنٹ اور چونے سے بنے ہوتے تھے۔ 4۔ بحری آپریشنز: (Naval Operations) بحری افواج فوجی طاقت کا ایک اہم جزو ہیں، اور بہت سے بحری آپریشنز میں پانی ایک اہم عنصر ہے۔ مثال کے طور پر، بحری ناکہ بندیوں کا استعمال دشمن کی جہاز رانی کو بندرگاہ میں داخل ہونے یا جانے سے روکنے کے لیے کیا جاسکتا ہے، اور بحری بمباری کو زمینی کارروائیوں میں مدد کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ 5۔ انسانی امداد اور تباہی سے متعلق امداد:(Humanitarian Aid and Disaster Relief) بحران کے وقت، فوجی دستوں سے اکثر انسانی امداد اور قدرتی آفات سے نمٹنے کے لیے کہا جاتا ہے، بشمول رسد اور خوراک کی فراہمی اور سیلاب کے دوران شہریوں کو نکالنا۔ 6۔ دفاعی آڑ(Defence Barrier) : آبی وسائل و ذرائع جیسا کہ سمندر یا دریا وغیرہ ہمیشہ سے ہی ایک قدرتی دفاعی لائن کا کام کرتی ہیں۔ اس لیے ان کو ہمیشہ سے ہی ایک اہم دفاعی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ 7۔ آبی روک(Stoppage of Water): عرصہ قدیم سے ہی یہ رواج رہا ہے کہ آبی ذرائع و وسائل پر قبضہ کرکے شہر یا ملک کے دفاع کو کمزور کردیا جائے تاکہ دشمن کو شکست دی جاسکے۔ 8۔ سیلاب(Floods): زمانہ قدیم میں سیلابوں کے ذریعے دشمن ملک کو کمزور کرنے کا رواج نہ ہونے کے برابر ہے لیکن آج ایسی صورتیں زیادہ عام ہیں جب پانی دوسرے ملکوں میں چھوڑ دیا جاتا ہے یا مصنوعی طور پر سیلاب لائے جاتے ہیں۔

تاریخ عالم سے آبی مصادر کے جنگی استعمال کے نظائر

تاریخ عالم میں اس طرح کی بے شمار مثالیں موجود ہیں تاہم ان میں سے صرف چند اہم مثالوں کو درج کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے تاکہ نفس امر کو مؤکد کیا جاسکے: 1۔ ہائیڈاسپیس(Hydaspes) کی جنگ(BC326) جہاں سکندر اعظم کی فوج کو راجہ پورس کے ہاتھوں دریائے جہلم کی طغیانی کی وجہ سے سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا' اور پورس نے دریا کو اپنے دفاع کے لیے استعمال کیا۔[3] 2۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران لینن گراڈ کا محاصرہ (1941-1944ء) جہاں جرمنوں نے شہر کو گھیرے میں لینے کی کوشش کی اور مزاحمت کو کمزور کرنے کے لیے پانی کی سپلائی منقطع کردی۔[4] 3۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران اسٹالن گراڈ کی جنگ(1942-1943ء) جہاں جرمنوں اور سوویت یونین دونوں نے شہر کو کنٹرول کرنے کی کوششوں میں دریائے وولگا کو اپنے فائدے کے لیے استعمال کیا۔[5] 4۔ صور کا محاصرہ (332 قبل مسیح): اس محاصرے میں، سکندر اعظم نے اپنی بحریہ کا استعمال کرتے ہوئے ٹائر کی بندرگاہ کو روکا اور شہر کی خوراک اور پانی کی فراہمی کو منقطع کردیا۔[6] 5۔ اگینکورٹ کی جنگ(1415ء): سو سالہ جنگ کے دوران، انگریزی فوج نے ایک کیچڑ بھرے میدان اور قریبی دریائے آئزنے کو اپنے فائدے کے لیے استعمال

کیا، جس سے فرانسیسی فوج کے لیے پینتریبازی کرنا مشکل ہو گیا۔[7] 6۔ بغداد کا محاصرہ (1258ء): بغداد کے محاصرے کے دوران، ہلاگو خان کی قیادت میں منگول فوج نے شہر کو پانی اور خوراک کی فراہمی سے روکنے کے لیے دریائے دجلہ کو روک دیا۔[8] یہ مثالیں بتاتی ہیں کہ کس طرح آبی ذرائع کو عسکری معرکوں میں ایک اہم ہتھیار کے طور پر تاریخ انسانی میں استعمال کیا جاتا رہا ہے اور اس نے جنگوں کے نتائج کی تشکیل میں کس طرح اہم کردار ادا کیا ہے۔

آبی مصادر کا عسکری استعمال قرآن کی روشنی میں

آبی مصادر و ذرائع کے عسکری استعمال کے بارے میں قرآن پاک کی چند آیات اشارہ کرتی ہیں جن میں اس ایسے عمل کی نظیر کو بیان کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں سب سے عمدہ نظیر حضرت موسی اور فرعون کا قصہ ہے کہ جب فرعون اور اس کا لشکر حضرت موسی اور بنی اسرائیل کا تعاقب کر رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے سمندر کو پھاڑ دیا اور بنی اسرائیل وہاں سے گزرنے میں کامیاب ہو گئے جب کہ فرعون اور اس کی فوج غرق ہو گئی۔ ارشاد ربانی ہے: فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓي اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۭ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰي وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ[9] پس ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو وحی کی کہ اپنا عصا سمندر پر مارو، سمندر پھٹ گیا اور ہر حصہ ایک عظیم پہاڑ کی مانند بن گیا۔ اور ہم قریب لائے وہیں دوسروں کو موسیٰ اور ان کے ساتھ والوں کو بچا لیا۔ پھر دوسروں (فرعونیوں) کو ڈبو دیا۔ اس واقعے کی دوسری نظیر حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ ہے کہ جب قوم نوح کو سزا دینے کے لئے اللہ رب العزت نے ان پر پانی کا عذاب بھیجا اور اس عذاب کی وجہ سے وہ ساری کی ساری قوم پانی میں غرق ہو گئی۔ اس واقعہ کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے: حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ[10] یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آپہنچا تو تنور جوش مارنے لگا۔ یہاں تک کہ پھر پوری دنیا میں پانی ہی پانی تھا اور پھر اسی پانی سے تمام لوگوں کو ہلاک کر دیا گیا۔ اس کی ایک اور نظیر سد مارب کا واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے قوم سبا کو ہلاک کر دیا۔ ارشاد ربانی ہے: فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ[11] تو انھوں نے شکر گزاری سے منہ پھیر لیا پس ہم نے ان پر زور کا سیلاب چھوڑ دیا یہ نظائر اگرچہ بندوں یا افواج سے براہ راست متعلق نہیں ہیں بلکہ خالق کائنات سے متعلق ہیں مگر ان سے آبی مصادر و ذرائع کے عسکری استعمال کا استدلال بھی کیا جا سکتا ہے اور اس ضمن میں رہنمائی بھی ہوتی ہے۔

آبی مصادر کا عسکری استعمال حدیث کی روشنی میں

احادیث مبارکہ میں آبی مصادر و ذرائع کے براہ راست عسکری استعمال کے بارے میں متعدد نظائر موجود ہیں جن سے اس ضمن میں رشد و ہدایت حاصل کی جا سکتی ہے۔ آبی وسائل کے عسکری استعمال کی بہترین مثال غزوہ بدر ہے کہ غزوہ بدر میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے لشکر کو حرکت دی تا کہ مشرکین سے پہلے بدر کے چشمے پر پہنچ جائیں اور اس پر مشرکین کو مسلط نہ ہونے دیں چنانچہ عشاء کے وقت رسول اللہ ﷺ نے بدر کے قریب ترین چشمے پر نزول فرمایا۔ حباب بن منذر نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ یہاں سے آگے تشریف لے چلیں اور قریش کے سب سے قریب جو چشمہ ہو اس پر قیام فرمائیں پھر بقیہ چشمہ پاٹ دیں گے اور اپنے چشمے پر حوض بنا کر پانی بھر لیں گے اس کے بعد ہم قریش سے جنگ کریں گے تو ہم پانی پیتے رہیں گے اور انہیں پانی نہیں ملے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے بہت ٹھیک مشورہ دیا اس کے بعد آپ لشکر سمیت اٹھے اور کوئی آدھی رات گئے دشمن کے سب سے قریب ترین چشمہ پر پہنچ کر پڑاؤ ڈال دیا پھر صحابہ کرام نے حوض بنایا اور باقی تمام چشموں کو بند کر دیا

۔[12] اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر میں آبی ذرائع کو ایک جنگی ہتھیار کے طور پر استعمال فرمایا۔ پھر اللہ نے فضل فرمایا کہ بارش بھی ہوگئی جس کی وجہ سے مسلمانوں کی طرف کی ریتلی زمین سخت ہوگئی اور کفار کی طرف کی چکنی زمین میں کیچڑ ہوگیا جس کی وجہ سے نقل وحرکت مشکل ہوگئی۔ اسی احسان کو قرآن نے اس طرح بیان فرمایا: وَيُنَزِّلُ عَلَيۡكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمۡ بِهٖ [13] اور خدا نے آسمان سے پانی برسا دیا تاکہ وہ تم لوگوں کو پاک کرے جبکہ کچھ دیگر روایات میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر میں بلند زمین کے کنویں پر قبضہ کرلیا اور اس کے علاوہ جس قدر کنویں تھے ان کے پانی کو خراب کر دیا گیا تاکہ جنگی تدبیر کے طور پر قریش اس پانی کو استعمال نہ کر سکیں۔[14]

آبی مصادر کا عسکری استعمال تاریخی آثار کی روشنی میں

قرآن واحادیث میں اس کی چیدہ چیدہ مثالیں موجود ہیں جب کہ اسلامی تاریخ میں اس کے بہت سے نظائر موجود ہیں۔ ان میں سے کچھ دفاعی نوعیت اور کچھ جارحانہ نوعیت کے ہیں۔ ان دونوں طرح کی تماثیل کو الگ الگ بیان کیا جاتا ہے

آبی مصادر کا دفاعی استعمال

آبی مصادر کے دفاعی استعمال کا رواج بھی بہت پرانا ہے۔ دریاؤں، سمندروں اور جھیلوں وغیرہ کو ہمیشہ سے ہی قدرتی دفاعی حد بندی کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ اس کے علاوہ تیمم کا حکم پانی کی عدم دستیابی کی وجہ سے شریعت مطہرہ کی طرف سے ملنے والی صرف ایک رعایت یا پانی کی کفایت شعاری اور بچت کو ہی ظاہر نہیں کرتا بلکہ یہ پانی کے عسکری استعمال کو بھی ظاہر کر رہا ہے ۔ تیمم کا حکم جس وقت نازل ہوا وہ غزوہ بنی المصطلق یا غزوہ مریسیع[15] تھا۔[16] جس کے دوران مسلمانوں کے پاس پانی نہیں رہا اس وقت اللہ رب العزت نے یہ حکم دیا۔ ارشاد ربانی ہے: فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَيَمَّمُوۡا صَعِيۡدًا طَيِّبًا فَامۡسَحُوۡا[17] اور پھر پانی نہ ملے تو پھر پاک مٹی سے کام لو۔ یہی حکم ایک دوسرے مقام پر بھی بیان ہوا ہے۔[18] یہ حکم بھی دراصل پانی کے عسکری استعمال کی ہی ایک صورت کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ دوران جنگ پانی کو برقرار رکھنے کے لیے شریعت کا حکم یہ ہے کہ افواج تیمم کریں اور پینے کے لئے پانی کو باقی رکھیں تاکہ وہ کمزور نہ ہو جائیں اگرچہ یہ حکم عام ہے لیکن اس کا نزول جنگ کے موقع پر ہوا۔ اس کی دوسری مثال المنذر بن نعمان جو کہ بحرین کا حاکم تھا کا واقعہ ہے۔ وہ اور اس کی جماعت مسلمانوں کے خلاف صف آرا ہوئی۔ العلا مسلمانوں کے امیر تھے۔ مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور اس کو مسلمانوں کے ہاتھوں ہزیمت اٹھانی پڑی۔ المنذر بچ کر قلعے کی طرف آیا اور اس نے اپنے گرد پانی چھوڑ دیا۔ جس کی وجہ سے اس تک پہنچنا مشکل ہوگیا لیکن آخر اس نے اس شرط پر صلح کرلی کہ شہر کو خالی کر دے گا چنانچہ وہ شہر خالی کر کے مسلمہ کے پاس چلا گیا اور اسی کے ساتھ قتل ہوا۔[19] اس کی ایک اور مثال البیما کے حبشیوں کی ہے کہ مصر کی فتح کے بعد البیما کے حبشی اٹھ کھڑے ہوئے اور جم کر سات برس تک لڑتے رہے مگر اموی حکمران ان پر قدرت حاصل نہ کرسکے کیونکہ وہ گھنی جھاڑیوں کے الجھے ہوئے کنجوں میں چھپ جاتے تھے اور تالابوں کے بند کھول کر ان میں پانی دوڑا دیتے تھے۔[20] حضرت جندب بن مکیث جہنی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت غالب بن عبد اللہ لیثی کو ایک مجاہدین کی جماعت پر سربراہ بنا کر بنو ملوح پر حملہ کرنے کے لیے کدیہ بھیجا۔ راوی حدیث حضرت جندب کا جماعت مجاہدین میں شمول تھا۔ وہ کہتے ہیں ہم نے علی الصبح پہنچ کر چھاپہ مارا اور ان کے تمام جانوروں کو ہانک لائے انہوں نے بڑی تیزی سے خطرہ اور نقصان کا ڈھنڈورا پیٹا اور بہت جلد پورے قبیلے کو تعاقب اور مقابلے کے لئے ہمارے پیچھے لگا دیا ہماری تعداد بہت مختصر اور محدود تھی اور ان سے اس حالت میں ہمارے لئے لڑنے کا کوئی مفید نتیجہ

بر آمد نہ ہوتا۔ وہ ہمارا تعاقب کرتے ہوئے نزدیک پہنچ گئے اور صرف ایک چھوٹی وادی ہمارے اور ان کے درمیان حائل رہ گئی۔ ہم سوچ رہے تھے کہ بہر حال اب ہمیں تلواریں سونت لینی چاہییں۔ ہم یہ سوچ ہی رہے تھے اور ہم نے پھر نظر کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وادی بہت تیزی کے ساتھ پانی سے بھر رہی ہے ہم نے باہم ایک دوسرے کو بتایا اور پھر ہم اس کرشمہ خداوندی کو آیات قدرت الٰہی سے ایک آیت سمجھ کر دیکھتے رہے اور دیکھتے دیکھتے وادی ایک سیل رواں بن گئی۔ آل ملوح کے لوگ ہم سے زیادہ اس کو حیرت و استعجاب سے منہ کھولے دیکھ رہے تھے۔[21] یوں وادی کے پانی کے بھر جانے سے وہ دشمن سے محفوظ رہے اور اس خدائی نعمت کو انہوں نے اپنے دفاع کے لیے استعمال کیا۔ اجنادین کی جنگ کے بعد رومیوں نے اپنے دفاع کے لیے بیسان کی نہروں کے بند توڑ دیئے۔ وہاں کی زمین شور والی تھی۔ جس سے تمام زمین دلدل بن گئی۔ جب مسلمان وہاں پہنچے تو وہ رومیوں کی کاروائی سے لاعلم تھے۔ ان کے گھوڑے دلدل میں پھنس گئے اور انہیں سخت مصیبت اٹھانی پڑی مگر خدا نے ان کو وہاں سے سلامتی سے نکال لیا۔ بیسان کا نام اس مصیبت کی وجہ سے جو مسلمانوں کو وہاں اٹھانا پڑی ذات الروغہ یعنی دلدل والی جگہ پڑ گیا۔[22] بہر حال رومیوں نے اپنے طور پر نہروں کے پانی کا ایک جنگی حربے کے طور پر استعمال کیا اور مسلمانوں کو نقصان پہنچایا۔ یہ تمام مثالیں اس بات کو واضح کر رہی ہیں کہ آبی مصادر کے دفاعی استعمال کے ذریعے افواج نے جنگوں کے نتائج کو اپنے حق میں تبدیل کروایا ہے۔

آبی مصادر کا جارحانہ استعمال

آبی مصادر کے جارحانہ استعمال کی ایک مثال علاء بن الحضرمی کے حملے کی ہے کہ جب انہوں نے بحرین کے الزارہ نامی شہر پر حملہ کیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ شہر کے لوگ قلعہ بند تھے۔ محاصرہ ابھی جاری تھا کہ اہل الزارہ میں سے ایک شخص آیا اور اس نے اس بات پر امان مانگی کہ وہ اپنی قوم کے پانی کا منبع بتادے گا اور اس نے الزارہ کے باہر اس چشمے کا نشان بتادیا اور العلاء نے اس کو بند کر دیا یہ دیکھ کر اہل شہر نے اس پر صلح کر لی۔[23] مسلمہ بن عبد الملک کی قیادت میں عرب فوج نے (717-718ء) میں قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا۔ عرب فوج نے پانی کی سپلائی روکنے کے لیے شہر کے چاروں طرف خندق کھود دی اور شہر کی خوراک کا سامان منقطع کر دیا۔[24] 252ھ میں ترکوں نے دریائے فرات کا بند توڑ کر بغداد کو نقصان پہنچا کر شہر بغداد پر قبضہ کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے۔[25] یعنی ترکوں نے بغداد شہر پر قبضہ کرنے کے لئے دریائے فرات کے بند کو توڑنا چاہا تا کہ اس تدبیر کے ذریعے پانی سیلاب کی صورت میں بغداد شہر کے اندر داخل ہو جائے گا اور یوں بغداد کے قلعے اور آبادی کو نقصان پہنچے گا۔ شہر میں افراتفری مچ جائے گی اور یوں وہ شہر پر قبضہ کر لیں گے لیکن ان کی یہ کوشش ناکام ثابت ہوئی۔ تاہم یہ تاریخی واقعہ اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ آبی وسائل و ذرائع کے عسکری استعمال کا رواج زمانہ قدیم سے رائج ہے، اور آبی وسائل و ذرائع کا استعمال نہ صرف دفاع کرنے کے لئے بلکہ حملہ کرنے کے لیے بھی استعمال کیا جارہا ہے۔ غزوہ خیبر کے بعد یہود کا ایک قلعہ الزبیر بھی فتح کیا گیا۔ روایت ہے کہ یہودی قلعہ الزبیر میں چلے گئے۔ یہ قلعہ پہاڑ کی چوٹی پر تھا اور بہت محفوظ تھا تین دن تک حضور نے اس کا محاصرہ کیا اس کے بعد ایک یہودی حضور کی خدمت میں آیا اور کہا کہ اے ابو القاسم آپ ایک مہینہ تک قلعہ پر لڑیں گے تو کچھ نہ ہوگا۔ البتہ ایک صورت ہے جس سے آپ ان کو مجبور کر سکتے ہیں۔ پانی کا چشمہ نیچے ہے جہاں سے وہ رات کے وقت پانی لے کر مطمئن ہو جاتے ہیں اگر آپ اس کو روک دیں تو وہ مجبور ہو جائیں گے۔ صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ نے چشمہ پر جا کر ان کا پانی روک دیا۔ وہ مجبور ہو کر نکلے اور وہاں پر سخت جنگ انہوں نے کی۔ تقریباً دس یہود اور کچھ مسلمان وہاں مارے

گئے اور قلعہ پر قبضہ ہو گیا۔[26] جنگ سلاسل میں ایرانیوں نے پانی پر قبضہ کر لیا تھا اور مسلمانوں کو پانی کی کمی کا سامنا تھا۔ سپاہ نے حضرت خالد بن ولید سے جب اس کی شکایت کی تو آپ نے دشمن سے پانی چھین لینے کی کوشش کی۔ جنگ شروع ہونے سے پہلے اللہ کی قدرت کہ اللہ رب العزت نے بادل بھیج دیا اور بارش برسنے لگی اور اتنی بارش برسی کہ مسلمانوں کی صفوں کے پیچھے پانی کے گڑھے پانی سے بھر چکے تھے۔[27] حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کفار کی افواج پر حملہ کرنے کے لیے ہنگامی طور پر جلد پہنچنا تھا۔ چنانچہ آپ لوگوں کی مخالفت کے باوجود ایک ایسے راستے سے سوٰی کی طرف روانہ ہوئے کہ جہاں راستے میں پانی کا کہیں پر نشان بھی نہیں تھا۔ کچھ دن بعد راستے میں مسلمان فوج کی حالت بہت غیر ہو چکی تھی اور قریب تھا کہ کہیں گرمی اور پیاس کی شدت سے مسلمان ہمت نہ ہار جائیں۔ آپ نے اپنے لشکر کے سپاہی حضرت رافع سے کہا کہ کیا خبر ہے؟ انہوں نے کہا عمدہ خبر ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے لوگوں کی ہمت بندھائی حالانکہ وہ خود متحیر تھے اور ان کی آنکھیں چندھیار ہی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ لوگو دیکھو یہاں کہیں دو ٹیلے تلاش کرو۔ لوگوں نے کہا ٹیلے تو یہ ہیں۔ رافع ان کے پاس جا کر کھڑے ہوئے کہا کہ ایک جھاڑی تلاش کرو جو آدمی کے سرین کی مانند ہے۔ وہ نہ ملی کہا کہ اب میں بھی مرا اور تم بھی۔ دوبارہ تلاش کرو۔ لوگوں نے پھر ڈھونڈا تو مل گئی مگر اس کا صرف تنا باقی تھا۔ رافع نے کہا یہاں جس جگہ تم چاہو کھود ڈالو انہوں نے کھودا تو وہاں سے پانی رس رس کر نکلنے لگا۔ رافع نے کہا اے امیر میں اس پانی پر بیس سال کے بعد آیا ہوں بچپن میں صرف ایک مرتبہ اپنے والد کے ساتھ آیا تھا جب مسلمان پانی پی کر تازہ دم ہو گئے تو انہوں نے دشمنوں پر چھاپہ مارا' اور ان کو شکست دی۔ ان لوگوں کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ کوئی فوج ان تک رسائی پا سکے گی گی[28] اس واقعے سے پتہ چلتا ہے کہ اس کامیابی کا سبب بہترین جنگی حکمت عملی یعنی صحرا میں پانی کا بہترین عسکری استعمال اور سوٰی میں چشمہ ڈھونڈنا تھا۔ تمام افواج کا معمول تھا کہ وہ سفر کے دوران بالخصوص جب لق و دق صحرا کا سفر ہوتا تو وہ پانی کا ذخیرہ اپنے ساتھ لے کر چلتی تھیں۔ اس کے علاوہ ایک احتیاطی تدبیر یہ بھی کرتے تھے کہ جنگوں میں پانی کی ضروریات پوری کرنے کے لیے اونٹوں کو پانی پلایا جاتا تھا اور ان کے پیٹوں کو پانی سے بھر دیا جاتا تھا پھر اس کے بعد ان کے ہونٹ کاٹ کر باندھ دیئے جاتے تھے تاکہ جگالی نہ کر سکیں اور دمیں کھول دی جاتی تھی اور پھر دوران سفر جہاں کہیں پانی پینے کی ضرورت ہوتی۔ ان کے پیٹ چاک کرتے اور جو کچھ ان کے معدے سے نکلتا وہ گھوڑوں کو پلا دیتے تھے اور اپنے ساتھ کے لوگوں کی پانی کی تشنگی کو بھی دور کیا کرتے تھے۔[29] حیرہ کی جنگ میں ایرانی سپہ سالار ازاذبہ نے پانی کو روک دیا جب کہ مسلمان لشکر کشتیوں میں سوار تھا اور دریا کو عبور کر رہا تھا۔ کشتیاں فرات کے اندر جا کر رک گئیں۔ اس صورتحال کی وجہ سے مسلمان لشکر پر عجیب خوف و ہراس طاری ہو گیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ فوراً ایک دستہ گھڑ سواروں کا لے کر کفار کی فوج کی طرف بڑھے۔ آپ نے ان سب کا خاتمہ کر دیا اور حسب دستور فرات کے پانی کو جاری کر دیا۔[30] یوں پانی کو روک کر ایرانیوں نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانا چاہا مگر ناکام رہے۔ بہر حال یہ بھی آبی مصادر کے جنگی استعمال کی ایک منفرد مثال ہے۔ ایران کا دار الخلافہ مدائن دریائے دجلہ کے کنارے واقع تھا۔ مسلمانوں نے جب بہر سیر پر قبضہ کیا تو ایرانی فرار ہو گئے اور انہوں نے بہر سیر اور مدائن کو ملانے والے واحد پل کو توڑ دیا اور تمام کشتیوں پر بھی قبضہ کر لیا تاکہ مسلمان مدائن پر قبضہ نہ کر سکیں یوں انہوں نے اپنے شہر کی حفاظت کا ایک بہترین انتظام کیا اور دریائے دجلہ کو اپنے دفاع کے لیے استعمال کیا۔[31] لیکن مسلمانوں نے دریائے دجلہ میں گھوڑے ڈال دیئے۔ دریائے دجلہ کو پار کرنے کے علاوہ مسلمان افواج نے اونٹوں، خچروں، گدھوں، گھوڑوں اور گدھوں پر سوار ہو کر نیز پیادہ فوج نے بھی سمندر کو عبور کیا ہے اس وقت مسلمانوں کے سپہ سالار

حضرت علا بن الحضرمی رضی اللہ تعالی عنہ تھے اور مسلمان افواج نے سمندر کو پار کر کے کفار کی فوج کو شکست دی اور واپس بھی اسی طرح تشریف لائے۔ حتی کہ اس واقعہ سے متاثر ہو کر ہجر کا ایک راہب مسلمان ہو گیا۔ غالباً انہی دونوں واقعات کی طرف اقبال نے اپنے اس شعر میں اشارہ کیا ہے:[32] دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے بحر ظلمات میں بھی دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے دریا پار کرنا اور پار کرنے کے بعد پھر صف اندازی کرنا جنگی اعتبار سے ایک بڑی خطرناک حکمت عملی ہے اور تاریخ گواہ ہے کہ جن جن مواقع پر مختلف سپاہ نے دریا کو عبور کرنے کے بعد صف بندی کی ہے۔ انہوں نے اکثر شکست کھائی ہے۔ مختلف مواقع پر جب ایرانی افواج نے دریا کو عبور کیا اور صف آرا ہوئے تو انہوں نے شکست کھائی جیسا کہ جنگ قادسیہ میں رستم نے نے دریائے فرات کو عبور کیا کیا اور صف آرا ہوئے تو وہ شکست کھا گئے اسی طرح مسلمان جنگ جسر میں دریا کو عبور کر کے جب معرکہ آرا ہوئے تو مسلمانوں کو بھی جنگ جسر میں شدید جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا۔[33] تفصیل یوں ہے کہ جنگ جسر میں جو کہ حضرت ابو عبید ثقفی اور بہمن جازویہ کے درمیان ہوئی۔ اس میں مسلمان اکابر سرداروں جن میں سلیط اور مثنی وغیرہ کے مشورے کے برعکس ابو عبید ثقفی نے جوش میں آکر دریا کو عبور کرنے کے بعد دریا کو اپنی پشت پر رکھ لیا۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں کو زیادہ مشکل کا سامنا کرنا پڑا شروع میں مسلمان جنگ جیت رہے تھے لیکن ابو عبید ثقفی جن کو ایک ہاتھی نے اپنے پاؤں کے نیچے روند ڈالا تھا' ان کی شہادت کے بعد مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے اور انہوں نے جب پیچھے ہٹنا چاہا تو پیچھے دریا تھا اور دریا کی وجہ سے جگہ تنگ پڑ گئی تھی مسلمان پیچھے ہٹے تو ایک شخص نے جوش میں بڑھ کر پل کی رسی کاٹ ڈالی اب آگے دشمن تھا اور پیچھے دریا تھا تو اس کی وجہ سے چار ہزار آدمی غرق ہوئے۔[34] یہ نظائر آبی مصادر کے جارحانہ استعمال کی مختلف صورتوں کی وضاحت کرتے ہیں جن کے ذریعے افواج نے اپنے دشمنوں کو بھاری نقصانات پہنچائے ہیں۔

آبی ذرائع کے متنوع عسکری استعمالات

آبی وسائل و ذرائع کے متنوع عسکری استعمالات کی روایت بہت پرانی ہے۔ براہ راست عسکری استعمال کے علاوہ بھی بہت سے طریقوں سے آبی ذخائر کو متنوع مصارف میں صرف کیا جاتا رہا ہے۔ اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں: 1۔ غزوہ بدر میں کفار کی لاشوں کو ایک کنویں میں ڈال دیا گیا۔[35] یوں آبی وسیلہ کو کفار کے مدفن کے طور پر استعمال کیا گیا۔ 2۔ غزوہ تبوک کی وجہ تسمیہ کے بارے میں بہت سی روایات ہیں جن میں سے ایک روایت یہ ہے کہ تبوک ایک چشمے کا نام ہے جہاں اسلامی لشکر نے قیام فرمایا تھا اس وجہ سے اس غزوہ کا نام غزوہ تبوک مشہور ہو گیا۔[36] 3۔ صلح حدیبیہ کا واقعہ بھی آبی ذرائع کے عسکری استعمال پر دلالت کر رہا ہے کیونکہ قدیم زمانے میں جب افواج قیام کیا کرتی تھی تو ایسی جگہ کو منتخب کرتی تھیں کہ جہاں پانی وافر مقدار میں موجود ہو چنانچہ ایسا کرنے کے لیے وہ کسی دریا چشمے یا نہر وغیرہ کا انتخاب کرتے تھے۔ ایسی متعدد مثالیں موجود ہیں کہ جب افواج نے چشموں پر قیام کیا ہے۔ صلح حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے مقام پر قیام کیا جو کہ ایک کنواں تھا۔[37] 4۔ عسکری حکمت عملی کے طور پر رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بنو مصطلق میں بھی ایک کنویں پر قیام کیا تھا۔ جو بنو خزاعہ کا ایک کنواں تھا۔ اگرچہ اس کے نام کے بارے میں بہت سی وجوہات ذکر کی جاتی ہیں لیکن ان میں سے ایک یہ ہے کہ اسی کنویں پر چونکہ اسلامی لشکر نے قیام کیا تھا اسی لیے اسے غزوہ بنی المصطلق بھی کہتے ہیں اور غزوہ مریسیع بھی۔[38] 5۔ حضرت حارثہ بن سراقہ انصاری غزوہ بدر میں ایک حوض سے پانی پی رہے تھے کہ کفار نے تیر مارا اور آپ شہید ہو گئے۔[39] اس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ اگر آبی وسیلہ کی نگرانی کی جائے تو ایسے موقعوں پر دشمن کو نقصان پہنچایا جا سکتا ہے۔ 6۔ شام کے دیوان رومی زبان میں تھے ان کا عربی

زبان میں منتقلی کا سبب پانی کی کمی تھی۔ایک مرتبہ رومی کاتب کو کچھ لکھنے کی حاجت ہوئی۔اس نے پانی نہ ملنے کی وجہ سے دوات میں پیشاب کر دیا۔عبد الملک کو جب یہ خبر ہوئی تو اس نے کاتب کو سزا دی اور سلیمان بن سعد کو حکم دیا کہ وہ دیوان کو عربی زبان میں منتقل کر دے۔[40] غزوہ ذی قرد میں رسول اللہ ﷺ نے جہاں قیام فرمایا تھا وہ بھی ایک چشمہ تھا جس کا نام ذی قرد تھا۔اسی نسبت سے یہ غزوہ ذی قرد کہلاتا ہے۔[41] 7۔13ھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم پر عراق کے تمام چشموں پر شروع سے لے کر آخر تک فوجی چوکیاں قائم کی گئیں۔8۔فحل میں رومیوں کو جنگ میں شکست ہوئی لیکن رومیوں کی ہلاکت کا سبب ایک دلدل میں دھنسنا تھا جس کی وجہ سے وہ بڑی آسانی کے ساتھ قتل ہوتے چلے گئے۔[42] 9۔عصر حاضر میں بھی اکثر اوقات افواج اپنی قیام گاہ کے لیے آبی مصادر کے قریب ہی ڈیرہ لگاتی ہیں تاکہ اپنی روزمرہ کی آبی ضروریات کے لیے انہیں تنگی نہ ہو۔

خلاصہ بحث

آبی وسائل و ذرائع کو مختلف صورتوں میں جنگی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔پہلی صورت تو یہ ہے کہ آبی وسائل کو آلودہ کر دیا جائے یا ان میں زہر ملا دیا جائے تاکہ دشمن فوج ہلاک ہو جائے ایسا کرنا شرعاً جائز نہیں ہے اور احادیث و آثار میں اس کی ممانعت کو بیان کیا گیا ہے۔دوسری صورت یہ ہے کہ آبی ذرائع کو آلودہ تو نہ کیا جائے لیکن عارضی طور پر روک لیا جائے تاکہ دشمن کو نقصان پہنچایا جا سکے تو ضرورت کے تحت ایسا کرنا جائز ہے اور اس کی چند مثالیں تاریخ اسلام میں موجود ہیں تاہم اجتماعی مفاد جہاں وابستہ ہو اور عام عوام کے ہلاک ہونے کا خدشہ ہو وہاں ایسا کرنا جائز نہ ہوگا۔اس کی دوسری صورت یہ ہوگی کہ اپنی فوج بنائی جائے اور دریا اور سمندر کو ایک جنگی ذریعے کے طور پر استعمال کیا جائے تو ایسا کرنا شرعاً جائز ہے اور اسی وجہ سے باقی اقوام عالم کی طرح مسلمان حکمرانوں نے بھی بحری فوج کو قائم کیا اور ان کے ذریعے جنگیں لڑیں۔اسی طرح ڈیمز کو برباد یا تباہ و برباد کر دینا تاکہ ان کے ذریعے کثیر عوام کی ہلاکت ہو یا سیلاب آ جائیں یا مصنوعی طور موسلا دھار بارشیں برسا دی جائیں جس کے ذریعے عوام کا نقصان ہو تو ایسا کرنے کی شرعاً اجازت نہیں ہوگی۔اسی طرح برفانی تودے، گلیشیر زیا سمندر وغیرہ کو بطور جنگی ہتھیار کے استعمال کیا جائے جس سے عام عوام جو براہ راست جنگ سے متعلق نہیں ہوتے ان کو ہلاک کرنا ممنوع اور ناجائز ہوگا۔

References

[1] Allah Ditta, "The Resolution to Water Pollution in Pakistan: A Research Appraisal of Islamic Teachings." *Al-'Ulūm Journal of Islamic Studies* 1, no. 2 (2020): 167 – 193.

[2] Tāj al-Dīn Abd al-Wahāb al-Subkī, *Al-ashbāh-wa-al-Nāẓā ir* (Beirūt: Dār al-Kutub al-Ilmiyah, 1411 AH), 1:45.

[3] Waldemar Heckel, *Alexander the Great: A New History* (UK: Wiley-Blackwell Publishing, 2009), 56-58.

[4] Michael Jones, *Leningrad: State of Siege* (UK: John Murray Publishers, 2008), 157.

[5] Antony Beevor, *Stalingrad* (London: Penguin Books Ltd. 27Wrights Lane, 1999), 12.

[6] Philip Freeman, *Alexander the Great* (New York: Simon & Schuster,) 332.

[7] Alfred H. Burne, *The Agincourt War* (London: Frontline Books, 2014), 65.

[8] Peter Jackson, *The Mongols and the Islamic World* (London: Yale University Press New Haven, 2017) 155.

[9] Al- Shu'arā 26:63-66.

[10] Al-Hūd 11:30.
[11] Al-Ṣabā 34:16.
[12] Ṣafī-ur-Rahman Mubārak Pūri, *Al-Rahīq al-Makhtūm* (Lahore: Maktaba al-Salfīyyah), 288.
[13] Al-Anfāl 8:11.
[14] Abdur Rauf Dānā Pūri, *Aṣhus-Sīyar* (Karachi: Majlis Nashrīyāt Islam, 2011), 89.
[15] Zain al-Dīn Abdur Rahman Ibn Aḥmad Ḥanbalī Ibn Rajab, *Fatḥ al-bārī* (Madina: Maktaba al-Ghurabā al-Athrīya, 1417 A.H.), 2:198.
[16] Muḥammad Ibn Ismā'īl Bukhārī, *Ṣaḥīḥ Bukhārī* (Beirūt: Dar Touq-al-Najaat,1422 A.H.), Ḥadīth no: 334.
[17] Al-Mā'ida, 5:6.
[18] Al-Nisā' 4:43.
[19] Aḥmad Ibn Yaḥyā Balādhurī, *Fatūḥ Al-Buldān* (Beirūt: Dār wa Maktabah al Hilāl, 1988), 91.
[20] Balādhurī, *Fatūḥ Al-Buldān,* 1:221.
[21] Muhammad Ibn Sa'd, Tabqāt al-Kubrā, (Beirut: Dār al Kutub al-Ilmiyah, 1410 A.H.), 2:94.
[22] Abū J'afar Muhammad Ibn Jarīr, *Tareekh al-Tabarī* (Beirūt: Dār al-Turath, 1387 A.H.), 2:597.
[23] Balādhurī, *Fatūḥ al-Buldān,* 1:92.
[24] Edward Gibbon, *The History of the Decline and Fall of the Roman Empire* (B&R Samizdat Express, Kindle Edition), 5:3332.
[25] Tabarī, *Tareekh al-Tabarī*, 9:320-321.
[26] Ibn Aṣīr, *Al-Kāmil fī al-Tarīkh,* 2:52.
[27] Tabarī, *Tareekh al-Tabarī*, 2:138.
[28] Tabarī, *Tareekh al-Tabarī*, 2:581.
[29] Tabarī, *Tareekh al-Tabarī*, 2:196.
[30] Ibn Aṣīr, *Al-Kāmil fī al-Tarīkh,* 2:274.
[31] Tabarī, *Tareekh al-Tabarī*, 2:388-393.
[32] Ibn Aṣīr, *Al-Kāmil fī al-Tarīkh,* 2:224.
[33] Tabarī, *Tareekh al-Tabarī*, 2:298.
[34] Ibn Aṣīr, *Al-Kāmil fī al-Tarīkh,* 2/309.
[35] Dānā Pūri, *Aṣhus-Sīyar,* 94.
[36] Dānā Pūri, *Aṣhus-Sīyar,* 317.
[37] Bukhārī, *Ṣaḥīḥ Bukhārī*, Ḥadīth no. 4150.
[38] Dānā Pūri, *Aṣhus-Sīyar,* 130.
[39] Dānā Pūri, *Aṣhus-Sīyar,* 91.
[40] Balādhurī, *Fatūḥ al-Buldān,* 1:193.
[41] Abū al-Ḥasan Ali Ibn Muhammad Ibn Aṣīr, *Al-Kāmil fi al-Tarīkh* (Beirūt: Dār -al-Kitāb-al-'Arabī, 1997), 2:100.
[42] Tabarī, *Tareekh al-Tabarī*, 2:605.